U32998. Date- 30-12-03

Title - JADOO KA JAHAAZ.

Creator - Faiyaaz Hussain.

Publisher - Maktaba Jamia (Delhi).

Date - 1945.

Pages - 28.

Subjects - Urdu Adab - Kahani; Adab Atfaal - Kahaniyaan.
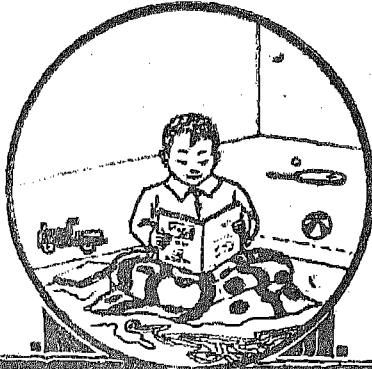
جادو کا جہاز

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

جادو کا جہاز

از

فیاض حسین (جامعی)
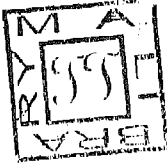
مکتبہ جامعہ
[illegible]

بار سوم ۲۰۰۰

سعید ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ بمبئی میں سمندر
کے کنارے پر اس کا مکان تھا۔ اس کا باپ
ایک مچھیرا تھا۔ سعید روزانہ سمندر کے کنارے
پر جانا۔ وہاں جہازوں کو پانی پر تیرتے ہوئے
دیکھ کر خیال کرنا کہ خدا کرے کوئی ایسا دن

بھی آئے کہ میں جہاز میں بیٹھ کر سمندر کا سفر کروں۔ جب وہ سمندر کے کنارے پر گھوم رہا تھا اس نے دیکھا کہ کنارے پر ایک چھوٹا سا اور نئی قسم کا جہاز کھڑا ہے۔

وہ جہاز ایک عجیب قسم کے جانور کی شکل کا تھا۔ اس میں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ سعید نے اُسے دیکھ کر کہا "اہاہاہا! کتنا خوب صورت جہاز ہے۔ میں تفریح کے لئے تھوڑی دیر اس میں ضرور بیٹھوں گا"، وہ جلدی سے اس جہاز میں

بیٹھ گیا۔

سعید کے جہاز میں بیٹھتے ہی وہ جہاز خود بخود سمندر کی لہروں پر چلنے لگا۔ سعید کو اس بات سے بہت تعجُّب ہوا کہ جہاز خود بخود کیسے چلنے لگا۔

مچھلیاں پانی سے سر نکال کر تعجُّب سے

اسے دیکھ رہی تھیں اور منہ پھاڑ پھاڑ کر
اپنی زبان میں کہہ رہی تھیں یہ چھوٹا سا
جہاز کتنا خوب صورت ہے اور کتنا تیز
دوڑتا ہے۔

وہ جہاز برابر چلتا ہی رہا آخرکار اتفاقیہ

طور پر وہ ایک جزیرے کے کنارے آ لگا

پہاڑ کی چٹان پر ایک عجیب قسم کا چھوٹا سا

آدمی کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا سعید

جہاز سے اُتر کر اُس چھوٹے سے آدمی

کے پاس آیا۔

سعید نے اس سے پوچھا "بھئی تم کون ہو؟" اس آدمی نے جواب دیا "مجھے الفکن کہتے ہیں۔" لیکن تم تو بتاؤ۔ تم کون ہو اور تمھارے سر پر یہ بال کیسے اگے ہیں۔ تم عجیب آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

سعید نے کہا "ہاں میں آدمی ہوں۔ اگر میرے سر پر بال نہ ہوتے تو پھر عجیب بات ہوتی۔"

بونے نے کہا "خیر تم میرے ساتھ آؤ

اور ہمارے بادشاہ سلامت سے ملاقات کرلو۔

وہ دونوں ایک سرنگ کے ایک تنگ اور تاریک راستے سے ہو کر گذرے۔ سعید تمام راستے جھکا جھکا چلتا رہا کیونکہ سرنگ کی چھت نیچی تھی۔

آخر کار وہ ایک سنگ مرمر کے کمرے میں پہنچے اس کمرے میں ایک طرف بادشاہ سلامت بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ بونا بادشاہ کی تعظیم کے لئے جھک
گیا اور کہنے لگا جہاں پناہ! یہ ایک نئی قسم
کا حیوان ابھی ابھی کنارے پر اترا ہے۔
بادشاہ نے سعید سے پوچھا "تم ہمارے
جزیرے میں کیوں آئے ہو؟ کیا تمھیں معلوم

نہیں ہے کہ یہاں ایک نہایت ہی خوفناک
اژدہا رہتا ہے جو یہاں کے رہنے والے
بونوں کو اپنی خوراک بنا رہا ہے۔ تھوڑے
ہی عرصے میں یہاں کوئی جاندار باقی نہ
رہے گا۔ اب تک کوئی بھی اسے نہیں

مار سکا۔

سعید نے جواب دیا شاید میں اسے مار سکتا ہوں۔ اس لئے کہ میں یہاں کے رہنے والوں سے بڑا ہوں بادشاہ یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور اسے ایک تلوار دی۔

بادشاہ نے سعید سے یہ بھی کہا کہ اگر تم اسے مارنے میں کامیاب ہوگئے تو تمھیں کافی انعام دیا جائے گا۔
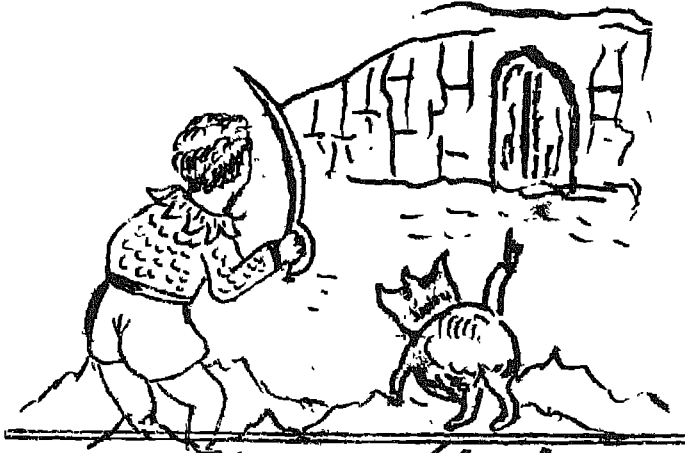
بونے نے کہا اچھا جناب میرے

ساتھ چلئے میں آپ کو بتا دوں کہ وہ

ظالم اژدہا کہاں رہتا ہے

سعید اس کے پیچھے پیچھے پھر سمندر کے

کنارے پر آیا۔ وہاں سے وہ ایک پہاڑی
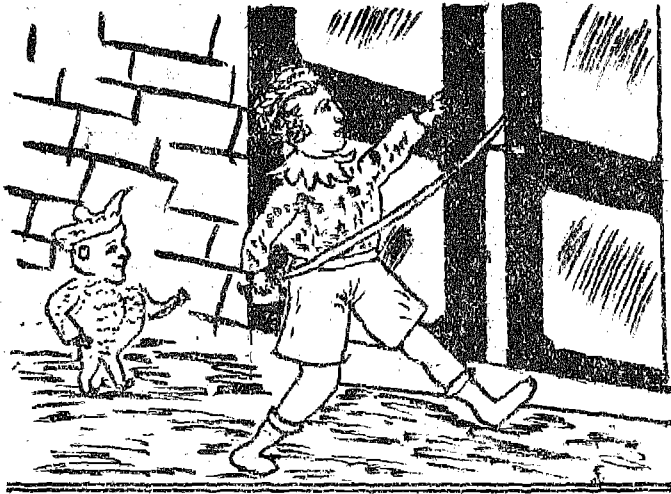
پر چڑھ گئے۔ بونے نے ایک طرف اشارہ
کرکے کہا وہ دیکھو سامنے والے محل میں
ظالم اژدہا رہتا ہے۔ وہاں جاؤ اور
بہادری کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹاؤ۔ وہ
اژدہا فوراً باہر نکل آئے گا۔
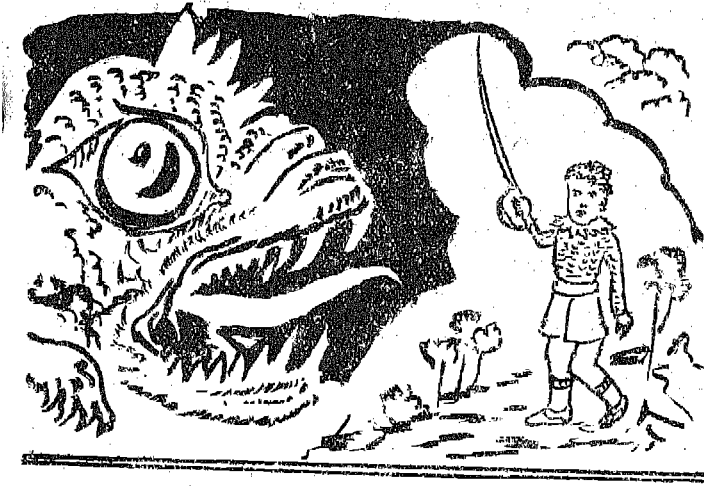
بہادر سعید ہمّت کر کے چل دیا اور
محل کے قریب پہنچ کر دروازے کو زور
سے کھٹکھٹایا۔ دروازے کے کواڑ کھل گئے
اور جیسے ہی سعید نے اس بھوت کو اندر
دیکھا خوف کے مارے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ اژدہا شور مچاتا ہوا اپنے مکان سے نکلا۔ اُس کے منہ کے اندر سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے بہت سے ٹین کے کنستر ایک ساتھ بج رہے ہوں۔ اس کے مُنہ سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں آگ کی بھٹّی کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ پھنکاریں مارتا ہوا سعید کے اوپر جھپٹا۔ اژدہے سے مقابلہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے۔

لیکن سعید نے غریب بونوں کا خیال کرتے ہوئے تلوار کو اُٹھایا اور چلّا کر کہا " اے خوفناک بھوت ہوشیار ہو جا۔ یہ تیری موت کی آخری گھڑی ہے۔ اب تو میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتا۔ غریب بونوں کا ملک تیرے ظلم سے پاک ہو جائے گا۔

آخرکار ایسا ہی ہوا۔ سعید نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد اژدہے

کے سر میں تلوار مار دی اور وہ مر گیا سعید
خوشی کے مارے اُچھل کر اس کے سر پر
کھڑا ہو گیا اور تلوار کو ہوا میں بلند کر کے
کہنے لگا "اہا ہا ہا ظالم اژدہا مر گیا"
بونا جو ایک چٹان کے نیچے کھڑا ہوا

نتیجے کا انتظار کر رہا تھا یہ دیکھتے ہی
کہ اژدہا مر گیا ہے اپنے بادشاہ اور
اپنے دوسرے بھائیوں کو خوش خبری
سنانے کے لئے دوڑا

جلدی ہی یہ خبر تمام جزیرے میں پھیل

گئی اور تمام لوگ ادھر ادھر سے سعید کا شکریہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے لگے۔ بادشاہ سلامت بھی دوڑتے ہوئے آئے۔ ان کو سب سے زیادہ خوشی تھی انھوں نے کہا بہادر لڑکے شاباش۔ تم کو اس بہادری کے صلے میں سونے سے بھری ہوئی بیس تھیلیاں انعام دی جائیں گی "

سعید کو اس بات کا یقین نہ آیا لیکن

بادشاہ نے جو کچھ کہا تھا اس کو سچ
کر دکھایا ۔

اس نے بونوں کے سر پر سونے
سے بھری ہوئی بیس تھیلیاں رکھوا کر
بھیجیں کہ ان کو سعید کے جہاز میں رکھ

دیا جائے تمام بونوں نے سعید کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ اس نے اپنی بہادری سے اُن کی جان بچائی۔

اب اس کا جہاز پھر گھر کی طرف چل دیا گھر پہنچ کر اس نے تمام سونا اپنے غریب باپ کو دے دیا۔ اب سعید کا باپ امیر ہو گیا اور سب لوگ آرام کی زندگی بسر کرنے لگے۔

(انگریزی سے)

شرارت

دو بچے ایک باغ کے قریب ہی رہتے
تھے۔ ایک کا نام تھا اختر اور دوسرے کا
طاہر۔ ایک دِن وہ ایک ٹوکری لے کر
باغ میں بیر جمع کرنے گئے۔ انھوں نے
اس ٹوکری کو آدھا بھرلیا اتفاقاً ان کی
نظر ایک چھوٹے سے جانور پر پڑگئی جو

ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پھدکتا
پھرتا تھا۔ اختر نے کہا اہا یہ تو گلہری ہے
طاہر بولا آو بھائی اُس کو کسی طرح سے
پکڑیں۔ اختر نے کہا اچھا اس ٹوکری کو
سامنے والے درخت کے نیچے رکھ دو۔

جب گلہری بیر کھانے آئے گی تو اس
میں بند ہو جائے گی، اور دیکھنا ذرا اس
کا ڈھکنا کُھلا رکھنا۔"

طاہر نے ٹوکری کو ایک درخت کے
نیچے رکھ دیا اور اُس کا ڈھکنا کُھلا چھوڑ
دیا۔ اور دونوں بچے ایک درخت کے
پیچھے چُھپ گئے۔ اُسی وقت گلہری بھی آگئی
اور ٹوکری میں سے بیر اُٹھا اُٹھا کر کُترنے
لگی۔ اِتنے میں ڈھکنا جو آدھا کُھلا ہوا تھا

گر پڑا اور وہ ٹوکری میں بند ہو گئی۔

دونوں بچے بہت خوش ہوئے اور دوڑے دوڑے اپنی ماں کے پاس پہنچے ماں نے پوچھا "کیا بیر لے آئے" اختر نے کہا ہاں اماں جان! لو دیکھو"

ماں نے بیر دیکھنے کے لئے سر کو ٹوکری کی طرف بڑھایا۔ جیسے ہی اختر نے ڈھکنا اٹھایا گلہری بہت تیزی کے ساتھ ٹوکری میں سے نکل کر بھاگی جس کے دیکھتے ہی ماں

نے ایک چیخ ماری۔
دونوں بچے گلہری کو پکڑنے کے لئے
دوڑے لیکن اب گلہری کہاں ہاتھ آنے
والی تھی یہ جا اور وہ جا۔
دونوں بچے نا اُمید ہوکر واپس لوٹ
آئے اور اپنی ماں کو سارے حالات سنائے
جب ان کی ماں کو تمام حالات معلوم ہوئے
تو وہ بہت ہنسی اور کہنے لگی" خیر جانے
دو۔ اب وہ درختوں پر جا کر بہت خوش

ہوگی۔ لیکن دونوں بچّے گلہری کے ہاتھ
سے نکل جانے پر بہت رنجیدہ ہوئے۔